قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابوسعید

Online Edition

جمعرات 06 مئی 2021ء | 22 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 108

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مصائب میں قبولیت دعا کا نسخہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف اور مصائب کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ وہ خوشحالی کے اوقات میں کثرت سے دعائیں کرتا رہے۔

(مشکاۃ المصابیح کتاب الدعوات الفصل الثانی حدیث نمبر ۲۲۴۰)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

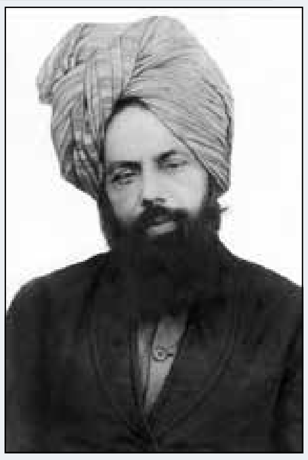

دعا ایک موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تندسیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے۔ ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے، اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینے میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کو اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے۔ اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ۔ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا۔ اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلی ہے۔ جس کو دنیا نہیں جانتی گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے۔

غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے۔ اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222 تا 224)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ‌ؕ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

(سورۃ البقرۃ: 187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آخری عشرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لئے اتنی کوشش فرماتے جو اس کے علاوہ کبھی دیکھنے میں نہ آتی تھی۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الاعتکاف۔ باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان)

پس ہمارے سامنے یہ اُسوہ ہے۔ ان بقایا دنوں میں ہمیں چاہئے کہ خاص توجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یہ دن گزاریں، دعاؤں میں لگ جائیں اور اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جائیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔ باب فضل لیلۃ القدر)

گزشتہ گناہ بخشے جانے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس کو آئندہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور نیکیاں کرنے کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو جائے گی اور اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جائے گا۔ پس ایک مومن جب اپنی غلطیوں پر نظر رکھتے ہوئے، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا، اس کے آگے جھک رہا ہو گا، دعائیں کر رہا ہو گا تو یہ دن یقینا اس میں انقلابی تبدیلی پیدا کرنے والا دن ہو گا۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ ان دنوں کو اپنی زندگیوں کو سنوارنے کا ذریعہ بنا لیں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔

(خطبۂ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 21 اکتوبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- روزوں میں ہے ایسا سماں گویا ہے اک تازہ جہاں (منظوم)
- تعارف سورۃ التحریم (66 ویں سورۃ)
- تعارف صحابہ کرامؓ
- رمضان کے روزے

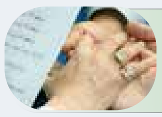

دربارِ خلافت

فرمایا: یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلادے گا۔ اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعض پیشگوئیاں بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بے شمار پیشگوئیاں ہیں جو واضح ہیں۔ تذکرۃ الشہادتین میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا‘‘۔ فرمایا ’’یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلادے گا۔ اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دِن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے، نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلدنمبر 20 صفحہ 66)

پس یہ ہے یقین جس کا اظہار آپ نے کیا ہے اور اس یقین پر آپ قائم تھے۔ یہ یقین اس لئے ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے کہہ دیا کہ مَیں یہ کروں گا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ضرور کرے گا۔ اور اسلام کا غلبہ اب صرف جماعت احمدیہ کے ذریعے سے ہو گا اور یقینا انشاء اللہ ہو گا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو پورا کیا اور پورا فرماتا چلا جا رہا ہے۔

1903ء کا یہ اقتباس ہے۔ گو ہندوستان سے باہر اُس وقت جماعت کا تعارف ہو گیا تھا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ جماعت پھیل رہی ہے۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے 198 ممالک میں جماعت کی نمائندگی موجود ہے اور دنیا کے تقریباً ہر ملک میں کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کا تعارف پہنچ چکا ہے۔ پس جس خدا نے دنیا میں احمدیت کے ذریعے اسلام کے پیغام کو پہنچایا ہے اور پہنچا رہا ہے وہ اس پیشگوئی کے اگلے حصے کو بھی پورا فرمائے گا۔ کہیں مخالفینِ احمدیت، احمدیت کے پیغام پہنچانے میں وجہ بن رہے ہیں، اور اس مخالفت کی وجہ سے سعید روحوں میں احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ بظاہر تو وہ مخالفتیں کر رہے ہیں تا کہ لوگوں کو احمدیت سے دور ہٹائیں لیکن جو سعید فطرت لوگ ہیں اُن میں اس سے توجہ پیدا ہو رہی ہے اور کہیں احمدیت کا محبت، پیار کا پیغام جو ہے وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ کہیں ہمارے عاجزانہ اور نہایت معمولی خدمتِ خلق کے جو کام ہیں اُس سے لوگوں کی جماعت کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور کہیں اللہ تعالیٰ رؤیا و کشوف کے ذریعے لوگوں کو احمدیت سے متعارف کروا رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو دنیا پہچان رہی ہے۔ پھر جو دلائل جماعت کے پاس ہیں، جو براہِ راست اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں سکھائے ہیں، یہ دلائل اور براہین جب ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعے سے دنیا دیکھتی ہے تو اُن کی توجہ ہوتی ہے۔ دشمنانِ احمدیت بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ لوگ ایم۔ ٹی۔ اے نہ دیکھیں۔ بلا استثناء آج کل ہر اسلامی ملک میں مولوی اور نام نہاد علماء جو ہیں لوگوں کو یہ کہتے ہیں

بقیہ صفحہ 5 پر

روزوں میں ہے ایسا سماں گویا ہے اک تازہ جہاں

ہے جذب جس میں نورِ حق وہ روح روزہ دار کی
کیا اجر روزہ دار کا؟ ہاں ہاں رَضا دلدار کی!
مالِک بنے جب اَجر خُود اُس کی بَہا کی بات کیا!
اِس سے بڑی خوش قسمتی کیا ہو گی روزہ دار کی!
روزے سے کیا کچھ نہ ملا جس کا خدا ہے خود صلہ
اِس سے بڑی جود و سخا بتلا ہے کس سرکار کی؟
جب ہے یہ بدلہ بے بدل کیوں نہ کھلے دل کا کنول
تسکین دل ہے صوم میں کچھ اضطرابِ عشق بھی
کچھ داغ لالہ زار کے خوشبو ہے کچھ گلزار کی
آ دیکھ قسمت جاگتی! ہر ایک روزہ دار کی
ہیں چننے والے چُن رہے بھر بھر کے اپنی جھولیاں
بخشش ذرا آ دیکھ تو! اِس اَبر گوہر بار کی
اِس میں ہے آتی لَیل وہ افضل جو دہ صد ماہ سے
جس میں برستی ہیں سدا ہاں بارشیں انوار کی
مانگو جو تُم نے مانگنا اعلان ہے سرکار کا
گھنٹی ہے بجتی ہر سحر اللہ کے دربار کی
ہر سو ہے منظر پُر فضا ہے کیف سا چھایا ہوا
جنت کے در ہیں کھل گئے دوزخ ہر در بند ہے
شیطان ہے جکڑا گیا اَور اپنے ہی گھر بند ہے
ہاتھوں میں اس کے ہتھکڑی پاؤں میں اس کے بیڑیاں
اُس کا گلا گھونٹا گیا اِخراج ہر شر بند ہے
کیوں نہ بدی مفقود ہو جب نورِ حق مشہود ہو
وہ گھر بہ گھر کی رونقیں شام و سحر کی رونقیں
وہ قریہ قریہ روشنی ہر ہر نگر کی رونقیں
وہ صوم کی تیاریاں کاذب سحر کی رونقیں
قرآن کا وہ درس کیا ؟ جذب و اثر کی رونقیں
لب پر دعا کا سلسلہ وہ چشمِ تر کی رونقیں
روزوں میں ہے ایسا سماں گویا ہے اک تازہ جہاں

(عبد السلام اسلام)

آج کی دعا

رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ: 266)

ترجمہ: اے میرے رب! تو مجھے دکھا کہ تو مردہ کیونکر زندہ کرتا ہے اور آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بخشش اور رحم کی الہامی دعا ہے۔

1901 میں آپؑ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ مجھے الہام ہوا رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ۔ اے میرے رب! تو مجھے دکھا کہ تو مردہ کیونکر زندہ کرتا ہے اور آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما۔

اس الہام میں یہ خبر دی گئی کہ کبھی ایسا موقعہ آنے والا ہے کہ ہمیں یہ دعا کرنی پڑے گی اور وہ قبول ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک دفعہ ہمارا لڑکا مبارک احمد ایسا سخت بیمار ہوا کہ سب نے کہا وہ مر گیا ہے۔ ہم اٹھے اور دعا کرتے ہوئے لڑکے پر ہاتھ پھیرتے تھے تو لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں یہ الہام اس طرح سے بھی پورا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اب تک ہمارے ہاتھ سے ہزار ہا روحانی مردہ زندہ کئے ہیں اور کر رہا ہے۔

(تذکرہ صفحہ: 339)

مرسلہ: مریم رحمٰن

ابو سلطان

تعارف سورۃالتحریم (66 ویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 13 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورۃ پر ان سورتوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے جو سورۃ الحدید سے شروع ہوا تھا۔ اس سورۃ کا ایک حصہ ساتویں یا آٹھویں ہجری سال میں نازل ہوا اور ایک حصہ بعد میں نازل ہوا جیسا کہ اس سورۃ میں مذکور واقع سے پتہ چلتا ہے۔ سابقہ سورۃ میں طلاق کے چند پہلوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو میاں بیوی کے درمیان مستقل علیحدگی ہے۔ موجودہ سورۃ میں عارضی علیحدگی کے مضمون کو لیا گیا ہے یعنی کسی بحث یا گھریلو معاملہ کی وجہ سے اگر مرد اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات قطع کر دے یا قسم کھالے کہ وہ کسی حلال چیز کو استعمال میں نہیں لائے گا۔ اس سورۃ کے آغاز میں آپ ﷺ کو بلاواسطہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کو حرام قرار نہ دیں جو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دی ہوئی ہے۔ جس معین واقع کا ذکر اس سورۃ کے آغاز میں ہوا ہے وہ بتاتا ہے کہ کسی غلط فہمی کی بناء پر یا کسی پریشان کن جھگڑے کی وجہ سے، گو عارضی طور پر گھریلو امن اور سلامتی کو گزند پہنچ سکتا ہے حتی کہ ایک نبی کے نہایت پر امن اور سلامتی والے گھر کے ماحول میں بھی تناؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ حکم جو آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے لئے ہے کہ ایسی عارضی بدامنی کے موقع پر (طلاق وغیرہ) کے انتہائی قدم نہیں لینے چاہئیں۔ آپ ﷺ کی ازواج کو متنبہ کیا گیا ہے کہ انہیں آپ ﷺ کا بلند مرتبہ بطور خدا کے نبی کے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے اور آپ ﷺ سے ایسے مطالبے نہیں کرنے چاہیئیں جو آپ ﷺ کے شایان شان نہ ہوں۔ پھر آپ ﷺ کے صحابہ کو بتایا گیا ہے کہ اپنے اہل وعیال کا بھی خیال رکھیں تا کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک کر خود کو کسی مصیبت میں نہ ڈال لیں۔ جیسا کہ یہ سورۃ آپ ﷺ اور آپ کی ازواج کے درمیان ایک واقع سے شروع ہوتی ہے یہ موزوں طور پر ایسی تشبیہ پر ختم ہوتی ہے کہ کفار کو دو نبیوں یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مانند قرار دیا گیا ہے اور مؤمنوں کو فرعون کی بیوی کے مشابہ قرار دیا گیا ہے اور ان میں سے متقی اور زیادہ بلند مرتبہ اور مقام والوں کو حضرت مریم علیھا السلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں، کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

تعارف سورۃالملک (67ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 31 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورۃ سے سورتوں کا ایک ایسا تسلسل شروع ہوتا ہے جو قرآن کریم کے اختتام تک چلتا ہے، جو مکی دور کی ہیں سوائے سورۃ النصر کے، جو ہے تو مدنی دور کی مگر مکہ میں نازل ہوئی جب آنحضور ﷺ نے آخری حج ادا کیا۔ پورا قرآن چونکہ خدا کے اپنے الہام کردہ الفاظ ہیں جن کی نظیر لانا ممکن نہیں اور مضامین کی رفعت، انداز اور زبان دانی کو پہنچنا انسانی وسعت سے باہر ہے۔ تاہم نبوت کے ابتدائی سالوں میں مکی دور میں نازل ہونے والی سورتوں کی عظمت اور شان و شوکت اپنی مثال آپ ہے۔ اس دور میں نازل ہونے والی سورتوں کا ترنم اور زیر و بم انسانی بساط سے باہر ہے۔

ایسی جملہ سورتیں بالعموم عقائد اور ایمانیات کا بیان کرتی ہیں جیسے اسلام کے شاندار مستقبل کے بارے میں پیشگوئیاں، ہستی باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ، الہام اور حیات بعد الموت کو تمثیلی زبان میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ مادی اور روحانی دنیا کو ہم اپنی عقلوں کے مطابق سمجھ سکیں۔ ثقہ روایات کے مطابق یہ سورۃ مکی دور کے وسط کی ہے غالباً نبوت کے آٹھویں سال میں نازل ہوئی۔

مضامین کا خلاصہ

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ مکی سورتیں ایمانیات کے مضمون کو بیان کرتی ہیں۔ موجودہ سورۃ فطری طور پر خدا تعالیٰ کی بادشاہی، قدرت اور غالب قوت کی صفات کو بیان کرتی ہے اور ان صفات سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ خدا زندگی اور موت کا بنانے والا ہے اور ساری کائنات کا بھی جو ایسی بے عیب ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے ذرات سے لے کر بڑے سے بڑے سیارے تک، اس کی تنظیم میں ایک خوبصورتی اور ترتیب پائی جاتی ہے۔ تخلیق کائنات اور اجسام فلکی میں پائی جانے والی خوبصورت تنظیم اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا نے انسان کو ایک اعلیٰ مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔

لیکن انسان گمراہی کے باعث اور ناشکری کی وجہ سے ہمیشہ خدا کے رسولوں کی تردید کرتا آیا ہے اور نتیجۃً خدا کے غضب کا نشانہ بنتا ہے۔ اس سورۃ میں خدا تعالیٰ کی بیشمار نعمتوں اور فضلوں کا شمار کیا گیا ہے جن کے بغیر انسان ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور یوں اس کو سمجھایا گیا ہے کہ ان نعمتوں کا درست استعمال کرے تا کہ اپنے مقصد پیدائش کو سمجھ سکے۔ اس سورۃ کا اختتام اس خوبصورت وعظ پر ہوا ہے کہ جیسا کہ انسان کو اپنی ظاہری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پانی کی ضرورت ہے ویسے ہی روحانی زندگی وحی و الہام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

تعارف سورۃالقلم (68 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 53 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق اور مضامین کا خلاصہ

یہ سورۃ ان پہلی چار یا پانچ سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نبوت کی ابتدا میں نازل ہوئیں۔ بعض مستند راویوں کے نزدیک یہ سورۃ، سورۃ العلق کے معاً بعد نازل ہوئی تھی، جو سب سے پہلی نازل ہونے والی قرآنی سورۃ تھی جبکہ بعض دوسرے ثقہ راوی اس سورۃ کو سورۃ المزمل اور سورۃ المدثر کے بعد نازل ہونے والی سورۃ شمار کرتے ہیں۔ تاہم اس حوالہ سے کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ سورتیں تھوڑے عرصہ میں اور قریب کے زمانہ میں نازل ہوئی تھیں کیونکہ ان کے مضامین میں ایک گہرا ربط پایا جاتا ہے۔

جملہ مکی سورتوں کی طرح جو ایمانیات و عقائد کو بیان کرتی ہیں، موجودہ سورۃ آپ ﷺ کے دعویٰ نبوت کی سچائی کو ثابت کرتی ہے اور اس کی تصدیق کے لئے مضبوط اور قاطع دلائل فراہم کرتی ہے۔ اس سورۃ کا ایک بڑا حصہ کفار کے خلاف لڑائی پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور اس بد انجام پر بھی جس پر وہ پہنچتے ہیں اور ان کی حق کی مخالفت کی وجوہات بیان کرتی ہے اور یہ کہ کیسے وہ حق کے خلاف اپنی ساری قوت اور طاقت آزماتے ہیں اور جب ان کی ساری کوششوں کا پھل نکلنے کا وقت آتا ہے تو صرف حسرتیں باقی رہ جاتی ہیں۔ جبکہ حق جس کا دم گھٹا جا رہا ہوتا ہے وہ اچانک پھیلنے اور پھولنے لگتا ہے اور غالب آنے لگتا ہے۔

اپنے اختتام پر اس سورۃ میں آنحضرت ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ نہایت حوصلہ اور تحمل سے کفار کے استہزاء، ظلم و تعدی اور مخالفت کو برداشت کریں جس کا آپ ﷺ کو نشانہ بنایا جا رہا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا مشن بہر حال کامیاب ہونے والا ہے۔

بقیہ: رمضان المبارک برکتوں کا مہینہ...... از صفحہ 8

مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ نجات فضل سے ہے کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کرسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 431)

سوال ہوا۔ مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

فرمایا ''الاعمال بالنیات یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسر ہو رکھ لے۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 894)

سوال: کیا روزہ نہ رکھنے کی صورت میں صرف فدیہ دینا کافی ہے اور بعد میں روزے نہ رکھے جائیں؟

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ''صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہوسکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیے کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھول دینا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جائے گی۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 423)

روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے کہ نہیں؟

فرمایا ''جائز ہے''

سوال ہوا، روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے کہ نہیں؟

فرمایا ''یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ کا حکم نہیں۔''

سوال ہوا، روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے کہ نہیں؟

فرمایا جائز ہے۔

سوال ہوا، روزہ دار کو آنکھوں میں سرمہ ڈالنے کی اجازت ہے؟

فرمایا ''مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 173،172،171)

سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام روزہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 203)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہوں۔ آمین

غلام مصباح بلوچ

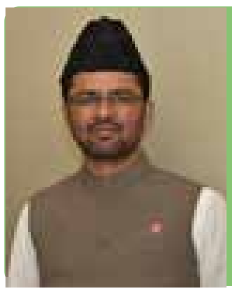

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ۔ سنگرور ریاست جیند

حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم مولوی محمد امیر شاہ صاحب قوم قریشی دراصل موضع بیرمی (Birmi) ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے، بعد ازاں سنگرور ریاست جیند میں سکونت پذیر ہوگئے۔ آپ اپنی روایات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرا نام رحمت اللہ خلف مولوی محمد امیر شاہ صاحب قوم قریشی سکنہ موضع بیرمی ضلع لدھیانہ ہے۔ خدا نے اپنے فضل و رحم سے مجھے چن لیا اور غلامی حضور سے سرفراز فرمایا ورنہ مَن آنم کہ مَن دانم۔ تفصیل اس کی یہ ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند ماہ لدھیانہ میں قیام فرمایا، میری عمر اس وقت قریباً 17-18 برس کی ہوگی اور طالب علمی کا زمانہ تھا، مَیں حضور کی خدمت اقدس میں گاہ بگاہ حاضر ہوتا رہا، مجھے وہ نور جو حضور کے چہرہ مبارک پر ٹپک رہا تھا، نظر آیا جس کے سبب سے میرا قلب مجھے مجبور کرتا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے مگر گردونواح کے مولوی لوگ مجھے شک میں ڈالتے۔ اسی اثناء میں حضور کا مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی سے لدھیانہ میں ہوا، جس میں مَیں شامل تھا۔ اس کے بعد خدا نے میری ہدایت کے لیے ازالہ اوہام کے ہر دو حصے بھیجے، وہ سراسر نور و ہدایت سے لبریز تھا۔ خدا جانتا ہے کہ مَیں اکثر اوقات تمام رات نہیں سویا، اگر کتاب پر سر رکھ کر غنودگی ہوگئی تو ہوگئی ورنہ کتاب پڑھتا رہا اور روتا رہا کہ خدا یہ کیا معاملہ ہے کہ مولوی لوگ کیوں قرآن شریف کو چھوڑتے ہیں؟ خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں شعلہ عشق بڑھتا گیا، مَیں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو لکھا کہ حضرت مرزا صاحب عیسٰی علیہ السلام کی وفات تیس آیات سے ثابت کرتے ہیں، آپ براہ مہربانی حیات کے متعلق جو آیات و احادیث ہیں، تحریر فرمادیں اور ساتھ جو تیس آیات قرآنی جو حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں، تردید فرما کر میرے پاس بھجوا دیں، میں شائع کرادوں گا۔ جواب آیا کہ آپ عیسیٰؑ کی حیات و ممات کے متعلق حضرت مرزا صاحب یا اس کے مریدوں سے بحث مت کرو کیونکہ اکثر آیات وفات ملتی ہیں، یہ مسئلہ اختلافی ہے، اس امر پر بحث کرو کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعود ہیں؟ جواب میں عرض ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ فوت ہوگئے ہیں تو حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ جواب ملا کہ آپ پر مرزا صاحب کا اثر ہوگیا ہے، میں دعا کروں گا۔ جواب میں عرض کیا گیا کہ آپ اپنے لیے دعا کرو۔ آخر میں آستانہ اُلوہیت پر گرا اور میرا قلب پانی ہوکر بہہ نکلا گویا میں نے عرش کے پائے کو ہلا دیا، عرض کی خدایا! مجھے تیری خوشنودی درکار ہے، میں تیرے لیے ہر ایک عزت کو نثار کرنے کو تیار ہوں اور ہر ایک ذلت کو قبول کروں گا، تو مجھ پر رحم فرما۔.....مَیں نے بیعت کا خط لکھ دیا مگر حاضر قادیان دارالامان 27/ دسمبر 1898ء بروز منگل بعد نماز مغرب بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ خدا کے فضل سے مجھے وہ

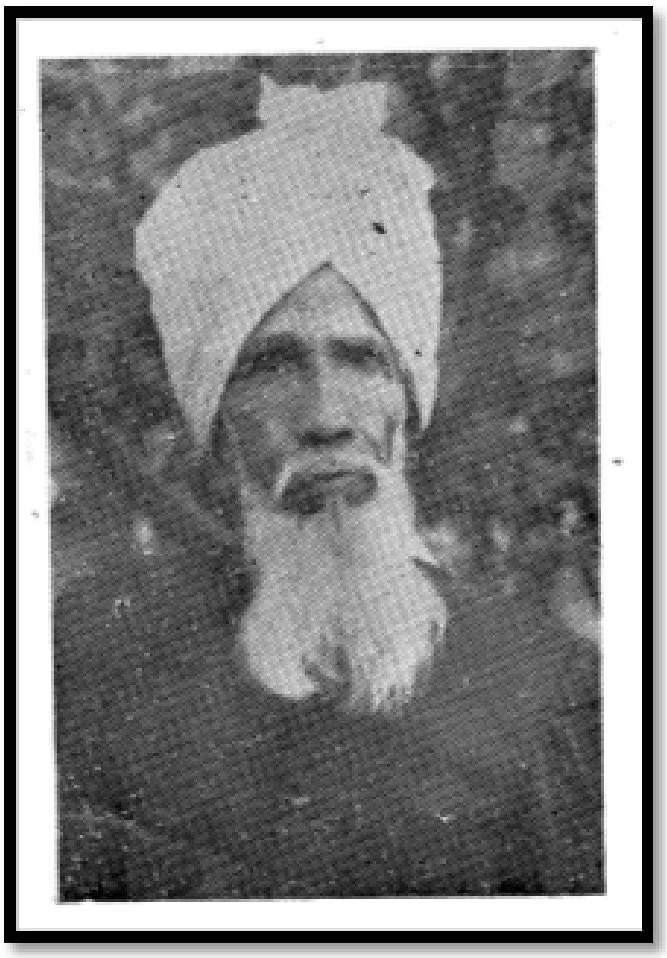

استقامت عنایت فرمائی کہ کوئی مصائب مجھے تزلزل میں نہیں ڈال سکتا مگر یہ سب کچھ حضور کی صحبت کے طفیل تھا، جو بار بار حاصل ہوئی اور ان ہاتھوں کو حضور کی مٹھیاں بھرنے کا فخر ہے گو مجھے اعلان ہونے پر رنگا رنگ کے مصائب پہنچے مگر خدا نے مجھے محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اُس نقصان سے بڑھ کر انعام عنایت کیا اور میرے والد اور بھائی اور قریبی رشتہ دار احمدی ہوگئے اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو مَیں چند واقعے تحریر کرتا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے مَیں درود تاج احمدی ہونے کے بعد بھی پڑھا کرتا تھا، میرے استاد مولوی عبدالقادر لدھیانوی جو احمدی ہوگئے تھے، مجھے منع فرماتے تھے کہ شرک ہے مت پڑھا کرو۔ میں نے کہا مسیح موعودؑ سے کہلا دو پھر چھوڑ دوں گا۔ اتفاقاً کسی جلسہ سالانہ پر خاکسار اور مولوی صاحب بھی موجود تھے، حضور ہوا خوری کے لیے نکلے، بہت اصحاب ہمراہ تھے، مولوی صاحب نے اس موقعہ پر عرض کیا کہ حضور منشی رحمت اللہ صاحب درود تاج پڑھتے ہیں، میں نے منع کیا تھا کہ یہ شرک ہے مگر یہ منع نہیں ہوئے۔ حضور نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا، کیا ہے؟ درود تاج پڑھو۔ میں نے پڑھ کر سنایا تو فرمایا اس میں تو شرک نہیں، تو مولوی صاحب نے عرض کیا یہ الفاظ ہیں دَافِعُ الْبَلَاءِ وَ الْوَبَاءِ وَ الْقَحْطِ وَ الْمَرَضِ وَ الْاَلَمِ تو حضور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے مرتبہ کو لوگوں نے سمجھا نہیں، اس میں کیا شک ہے حضور کا نام واقعی دافع البلاء اور وَباء ہے، بہت لمبی تقریر فرمائی۔ مولوی صاحب خوش ہوگئے۔"

(بشارات رحمانیہ جلد دوم از عبدالرحمٰن مبشر صاحب صفحہ 114-117۔ لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور) (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 58-60)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ نے اگست 1947ء کو سنگرور میں ہی وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے، آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصی (وصیت نمبر 1960) تھے، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔

آپ کی اہلیہ حضرت حشمت بی بی صاحبہؓ کو بھی صحابیہ ہونے کا شرف حاصل تھا، انھوں نے 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر لدھیانہ کے موقع پر بیعت کی توفیق پائی۔ حضرت حشمت بی بی صاحبہ نے 6 اگست 1971ء کو بروز جمۃ المبارک بہاولپور میں وفات پائی جہاں سے جنازہ ربوہ لایا گیا اور بوجہ موصیہ ہونے (وصیت نمبر 9523) کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ وفات پر آپ کے بیٹے مکرم غلام احمد صاحب نے لکھا:

"مرحومہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت 1905ء میں (جب حضور سفر دہلی سے واپسی پر بمقام لدھیانہ قیام فرما ہوئے) آپ بیان فرماتی تھیں کہ حضور اقدس دوپہر کے وقت بذریعہ ریل گاڑی لدھیانہ پہنچے تھے، اسی شام مغرب کی نماز کے کچھ دیر بعد عاجزہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور اقدس اس وقت پلنگ پر تشریف فرما تھے، سر پر رومی ٹوپی اور سفید لباس زیب تن تھا۔ بیعت کے لئے دس بارہ کے قریب عورتیں موجود تھیں۔ حضور اقدس نے بیعت کرنے والی عورتوں سے دریافت فرمایا کہ بیعت کے الفاظ اردو میں کہلائے جاویں یا پنجابی میں؟ اس پر چند عورتوں نے پنجابی زبان کی درخواست کی، چنانچہ حضور الفاظ بیعت بولتے جاتے تھے اور ہم عورتیں انھیں اونچی آواز میں دہراتی جاتی تھیں۔ بیعت کے دوران بہت سی عورتیں حضرت اقدس کی زیارت کی غرض سے کمرہ کی کھڑکیوں اور دروازہ میں کھڑی تھیں۔ بیعت اور دعا کے اختتام پر حضور نے عورتوں کی کثرت اور ان کے اشتیاق زیارت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں، میں باہر آجاتا ہوں۔ چنانچہ حضور باہر تشریف لاکر وسطِ صحن میں کھڑے ہوگئے اور پانچ سات منٹ وہاں کھڑے رہے، اس کے بعد حضور اسی کمرہ میں جس میں بیعت ہوئی تھی، واپس تشریف لے گئے۔ والدہ مرحومہ بیان فرماتی تھیں کہ اگلے روز صبح کو حضور کی تقریر لدھیانہ میں مجمع عام میں ہوئی، یہ تقریر ایک مکان کے آگے کھلی جگہ میں ہوئی، ہم عورتوں نے حضور کی تقریر پاس کے ایک مکان کی چھت پر جھرنوں کے پیچھے بیٹھ کر سنی۔

والدہ محترمہ کو یہ بجا فخر تھا کہ آپ نے اس زمانہ کے مامور کی بیعت کی جس کو سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے سلام کہا، اور آپ کی زیارت کی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی سختی سے پابند تھیں، جب تک صحت نے اجازت دی، نفلی روزوں کا اہتمام رکھا، صرف گزشتہ رمضان المبارک کے روزے بوجہ بیماری نہ رکھ سکیں۔ روزانہ تلاوت قرآن زندگی کا عام معمول تھا، نظر کمزور ہونے پر بھی تکلیف اٹھاکر دوپہر کی روشنی میں جب تک نظر نے ساتھ دیا، روزانہ تلاوت قرآن کریم فرماتی رہیں، کثیر تعداد میں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ سادہ زندگی اور مسلسل محنت آپ کا شعار تھا، اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادی تھیں۔ فقیروں اور سائلوں کو خالی ہاتھ واپس بھیجنا ناپسند کرتی تھیں......"

(الفضل 29 اگست 1971ء صفحہ 4)

(نوٹ: آپ کی تصویر بشارات رحمانیہ کتاب سے لی گئی ہے۔)

تبرکات حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

رمضان کے روزے

حدیث

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

ترجمہ:حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان دار ہوتے ہوئے اور خدا کی رضا جوئی کی خاطر رکھے۔ اس کے گزشتہ گناہوں کو خدا معاف کر دیتا ہے۔ ایمان کا مقتضایہ ہے کہ انسان خدا اور آنحضرت ﷺ کے احکام اور سنت پر عمل پیرا ہو اور ان احکام کے بجالانے میں لطف محسوس کرے۔ جس طرح مختلف احکام گزشتہ حدیثوں میں وارد ہو چکے ہیں کہ ان کو بجالانا ایمان کے تقاضا میں سے ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں رمضان کے روزوں کے متعلق وارد ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب تک محبوب کا کہنا مانا جائے محبوب راضی نہیں ہوتا۔ اور جو محبوب کا کہا مانتے ہیں انہیں ہر ایسی بات میں لطف آتا ہے۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کے لئے روزے رکھتے ہیں انہیں بھوک میں ہی لذت محسوس ہوتی ہے۔

جب ہم یہ یقین پیدا کر لیں کہ خدا روزوں سے خوش ہوتا ہے تو ہمارا ایمان تقاضا کرے گا کہ ہم خدا کو راضی کرنے کے لئے بھوک پیاس برداشت کر لیں۔

گناہوں کی بخشش کے دو طریقے ہیں جو کہ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ ایک تو یہ ہے جو کہ دو باتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اول یہ کہ انسان اپنے صادر شدہ گناہوں کو یاد کر کے نادم و پشیمان ہو۔ اگر اس نے آج سے دس سال قبل کسی کو گالی دی ہو تو اس کو بھی یاد کر کے نادم و پشیمان ہوا کرے کہ میں نے کیسی نالائق حرکت کی تھی۔ دوم یہ کہ عہد کرے کہ آئندہ اس کام کے نزدیک نہیں جاؤں گا۔ اگر کوئی شخص ان باتوں میں سے کسی ایک کو چھوڑے گا تو اس کی توبہ قبول نہ ہو گی۔ وہ مذاہب (مثلاً عیسائی، آریہ وغیرہ) جن کا یہ اعتقاد ہے کہ گناہ کی سزا ضرور مل کر رہے گی اور توبہ کے قائل نہیں۔ وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بھی کیسا مذہب ہے کہ انسان کے منہ سے توبہ کہہ دینے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کا یہ اعتراض فطرتِ انسانی اور خدا کی مغفرت کے بالکل برعکس ہے۔ جب ہم روز و شب دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان ایک دوسرے کی غلطیوں کو معافی مانگنے پر معاف کر دیتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ جو اھل المغفرہ اور قابل التوب ہے وہ کیوں نہ اپنے بندوں کے توبہ کرنے پر گناہ بخشے۔ توبہ تو انتہائی سزا ہے۔ کیونکہ توبہ کے بعد انسان کو گناہوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ تبھی توبہ قبول ہو سکے گی۔

دوسری بات جو گناہوں کا کفارہ ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ھود:115) کو مدنظر رکھے۔ مثلاً اگر اس سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اس کے برعکس کوئی نیکی بجالائے۔ اس طرح اس کی غلطی کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ ایک شخص کسی کو گالی دیتا ہے۔ اس نے نہایت نالائق حرکت کی اور وہ خود بعد میں اپنی اس حرکت پر نادم و پشیمان ہو تو چاہئے کہ وہ جس کو اس نے گالی دی اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس سے معافی مانگے، اس کی خدمت کرے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا نتیجہ اور فطرت انسانی بھی یہی ہے کہ وہ شخص اس کے اس طرزِ عمل کو دیکھ کر اپنے دل سے اس کی گالی کو محو کر دے گا۔ کیا خدا اس بات پر قادر نہیں۔ جبکہ وہ اھل المغفرہ اور قابل التوب ہے کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو ان کے معافی مانگنے پر اور اس کی رضامندی حاصل کرنے والے کام کرنے پر معاف کر دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے روزوں کو موجبِ ثواب سمجھنے اور خلوصِ نیت (ایمان) کے ساتھ رکھنے پر خدا تعالیٰ گزشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے اور یہی خدا کی شان کے شایاں ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان 9 ستمبر 1943ء صفحہ 3)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

کہ ایم۔ ٹی۔ اے نہ دیکھو۔ اس سے تمہارے ایمان پر زد آئے گی تم اُن کے کفر اور دجل سے نعوذباللہ متاثر ہو جاؤ گے۔ لیکن جن پر حق کھل گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ غلط ہیں تو دلیل سے ان کو رڈ کرو۔ زبردستی منع کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ تمہارے پاس دلیل نہیں ہے اور اسلامی تعلیم ایسی نہیں کہ جو بغیر عقل اور دلیل کے بات کرے۔

پس یہ ہے شان اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کی کہ آہستہ آہستہ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے لا رہا ہے، توحید پر قائم کر رہا ہے۔ پس ہر احمدی کا کام ہے کہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور پورا ہو جائے گا ہمیں کیا ضرورت ہے؟ جتنا بڑا وعدہ ہے، جتنی بڑی خوشخبریاں ہیں اُن میں حصہ دار بننے کے لئے ہماری بھی اُتنی بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں ہمیں خالص ہو کر کوشش کرتے ہوئے حصہ لینا ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں ہمیں تمام نفسانی خواہشات اور ترجیحات سے بچتے ہوئے حصہ لینا ہے۔ دعوتِ الی اللہ کے لئے ہم نے اپنی طاقتوں، اپنے علم، اپنی کوششوں کو استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ حصہ لینا ہے، تبھی ہم اس عظیم مہم اور اُس کی عظیم برکات سے فائدہ اُٹھانے والے بن سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ ایک جگہ خوشخبری دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ لَا تَيْئَسُوْا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ رَبِّي، إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ کہ اللہ کی رحمت کے خزانوں سے ناامید مت ہو، ہم نے تجھے خیرِ کثیر دیا ہے۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 440 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس مسلمانوں کی حالت پر یا اسلام کی حالت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بے چینی تھی اس کو دُور فرماتے ہوئے یہ تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں سے ناامید مت ہو۔ ہم نے خیرِ کثیر تجھے دے دیا ہے، تیرے لئے مقدر کر دیا ہے۔ جو خیرِ کثیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تھا وہ آخرین کو بھی تیرے ذریعہ سے مل رہا ہے اور ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا چشمہ اب پھر تیرے ذریعہ سے جاری ہو گیا ہے۔ پس خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں نے پھر ایک نئی شان سے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اُن کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جو اِن دروازوں سے خزانے کے حصول کے لئے داخل ہوں گے وہ اپنے آپ کو مالا مال کر لیں گے۔ آج کل مسلمانوں میں جو بے چینی ہے اور دین کی مدد کا بعض میں احساس بھی ہے، بعض سنجیدہ بھی ہیں لیکن رہنمائی نہیں، اُن کو راستہ نظر نہیں آتا اور پھر مایوسی چھا جاتی ہے۔ اور پھر یہ مایوسی بے چینی میں مزید اضافہ کرتے ہوئے غلط طریق پر چلاتی ہے۔ تو ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے اور ہمارے لوگ جو اُن تک پیغام پہنچا سکتے ہیں اُن کو پہنچانا چاہئے کہ یہ کوثر کا چشمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادے، اپنے محبوب کے عاشق اور عاشق صادق، جسے اس عشق کی وجہ سے اُمتی نبی ہونے کا مقام ملا ہے کے ذریعے سے پھر جاری فرمادیا ہے۔ پس اگر مایوسی کو ختم کرنا ہے تو اس مسیح و مہدی کی آغوش میں آ کر، اُس سے جُڑ کر اپنی اس مایوسی کو ختم کرو۔ کیونکہ یہی وہ اللہ تعالیٰ کا تائید یافتہ ہے جس کا تم انتظار کر رہے ہو۔ غور کرو اور دیکھو کہ تمام طاقتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کو دبانے اور ختم کرنے کے لئے متحد ہو گئیں۔ گزشتہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے متحد ہیں۔ لیکن کیا اس آواز کو خاموش کیا جا سکا؟ جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا ہے کہ یہ آواز دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہے اور بڑی شان کے ساتھ دنیا میں گونج رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ گونجتی چلی جائے گی۔

(خطبہ جمعہ 13 مئی 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرتبہ:۔ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

’’بنیادی مسائل کے جوابات‘‘

قسط نمبر 12

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اگرمیاں بیوی میں ان کی شادی کے عرصہ میں تین دفعہ طلاق ہوجائے تو تیسری طلاق کے بعد صلح کی کیا صورت ہو گی؟اس پرحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 22 جولائی 2019ء میں درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ قرآن کریم کا حکم اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ بہت واضح ہے۔جس کا مطلب ہے کہ ایسی طلاق جس میں رجوع ہو سکے، صرف دو مرتبہ ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ۔ یعنی ایسی دو طلاقوں کے بعد اگر خاوند اپنی بیوی کو تیسری طلاق دیدے تو اس تیسری طلاق کے بعد اس خاوند کا اس بیوی سے صلح کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ نہ عرصہ ٔعدت میں بغیر نکاح کے اور نہ ہی عدت کے ختم ہونے پر نکاح کے ساتھ وہ اس کے ساتھ خانہ آبادی کر سکتا ہے۔ جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح نہ کرے اور وہ خاوند اس عورت کو بغیر کسی منصوبہ بندی کے طلاق دیدے۔

پس آپ کی بیان کردہ صورت میں اب ان میاں بیوی کے درمیان صلح کی کوئی گنجائش نہیں، جب تک کہ ان کے درمیان حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ والی شرط پوری نہ ہو۔

سوال:۔ ایک خاتون نے لکھا کہ اگر کوئی غیر احمدی مسلمان مجھ سے کسی غیر از جماعت عالم کی لکھی ہوئی تفسیر کے بارہ میں پوچھے تو مجھے اسے کونسی تفسیر پڑھنے کیلئے بتانی چاہیئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 22 جولائی 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ پرانے بزرگوں کی تمام تفسیریں اچھی ہیں۔آپ کی معلومات کیلئے چند تفسیروں کے نام لکھ رہا ہوں۔مثلاً تیسری صدی ہجری میں لکھی جانے والی تفسیر طبری، جس کا پورا نام ’’جامع البیان فی تاویل القرآن‘‘ ہے اور جسے ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری نے تصنیف کیا۔

چھٹی صدی ہجری میں امام ابو عبداللہ محمد فخرالدین ابن خطیب الرازی کی تصنیف کردہ تفسیر ’’مفاتیح الغیب‘‘، المعروف ’’التفسیر الکبیر‘‘ بہت عمدہ تفسیر ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں لکھی جانے والی تفسیر بعنوان ’’الجامع لاحکام القرآن‘‘ معروف بہ ’’تفسیر قرطبی‘‘مشہور عالم ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر المعروف امام قرطبی نے تصنیف فرمائی۔

علاوہ ازیں تفسیر جلالین، تفسیر ابن کثیر اور تفسیر روح المعانی وغیرہ اچھی اور پڑھنے کے قابل تفاسیر ہیں۔

سوال:۔ ایک دوست نے بعض احباب کی طرف سے پوچھے جانے والے اس سوال کی بابت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی ہے کہ گھانا کے ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں ایسے غیر احمدی امام بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کو سچا اور بہترین اسلام سمجھتے ہیں اور مخالفت بھی نہیں کرتے لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے قبول احمدیت کی توفیق نہیں پاتے۔تو کیا ایسے افراد یا اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 22 جولائی 2019ء میں اس کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز نہ پڑھنے کے مسئلہ پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور جہاں آپ نے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو ہمارے لئے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے وہاں آپ کے بیان کردہ مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر ایسے لوگوں کی نسبت ذکر ہوا جو نہ مکفر ہیں نہ مکذب اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’اگر وہ منافقانہ رنگ میں ایسا نہیں کرتے جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ (بامسلماں اللہ اللہ، بابرہمن رام رام) تو وہ اشتہار دیدیں کہ ہم نہ مکذب ہیں نہ مکفر (بلکہ بزرگ نیک ولی اللہ سمجھتے ہیں) اور مکفرین کو اس لئے کہ وہ ایک مومن کو کافر کہتے ہیں، کافر جانتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو کہ وہ سچ کہتے ہیں ورنہ ہم ان کا کیسے اعتبار کر سکتے ہیں اور کیونکر ان کے پیچھے نماز کا حکم دے سکتے ہیں۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

نرمی کے موقع پر نرمی اور سختی کے موقع پر سختی کرنی چاہیئے۔فرعون میں ایک قسم کا رشد تھا اور اسی رشد کا نتیجہ تھا کہ اس کے مونہہ سے وہ کلمہ نکلا، جو صدہا ڈوبنے والے کفار کے منہ سے نہ نکلا۔یعنی آمَنۡتُ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا (الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا إِسۡرَآءِیۡلَ)۔اس کے ساتھ نرمی کا حکم ہوا۔ قُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا۔ اور دوسری طرف نبی کریم کو فرمایا وَاغۡلُظۡ عَلَیۡهِمۡ۔ معلوم ہوتا ہے ان لوگوں میں بالکل رشد نہ تھا۔ پس ایسے معترضین کے ساتھ صاف صاف بات کرنی چاہیئے تا کہ ان کے دل میں جو گند و خبث پوشیدہ ہے نکل آئے اور ننگ جماعت نہ ہوں۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 16 جلد 7 مؤرخہ 23 اپریل 1908ء صفحہ 4)

سوال:۔ ایک خاتون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف توضیح مرام کے حوالہ سے فرشتوں کے چاند، سورج اور ستاروں پر اثر ڈالنے، ان اجسام کے انسانوں پر اثر ڈالنے، اور فرشتوں کے جسمانی طور پر زمین پر اترنے کے بارہ میں حضور انور سے راہنمائی چاہی ہے۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 22 جولائی 2019ء میں اس کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔حضور نے فرمایا:

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس تصنیف لطیف میں فرشتوں کے کواکب پر اثر انداز ہونے، سورج، چاند، ستاروں کے ہماری زمین کے نباتات و جمادات اور حیوانات پر اثر ڈالنے اور فرشتوں کے انسانوں پر روحانی اثرات ہونے کے مضامین کو نہایت لطیف انداز میں بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ فرشتوں کے سورج، چاند، ستاروں پر اثر انداز ہونے کے آپ کے بیان کردہ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ملائکہ ان کواکب پر خدا تعالیٰ کے اذن کے تحت مدبر و منظم ہیں اور ان اجرام فلکی پر ان کی تاثیرات بالذات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم سے ہوتی ہیں۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائک سے موسوم ہیں ان کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں۔بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اتارنے والے ہیں۔‘‘

پھر حضور علیہ السلام نے ایک مضمون یہ بیان فرمایا ہے کہ ان اجرام فلکی یعنی سورج، چاند اور ستاروں کا ہماری زمین کے نباتات، جمادات اور حیوانات پر دن رات اثر پڑتا رہتا ہے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ چاند کی روشنی سے پھل موٹے ہوتے، سورج کی گرمی اور تپش سے پھل پکتے اور میٹھے ہوتے اور بعض ہوائیں بکثرت پھل لانے کا موجب ہوتی ہیں۔

اس ضمن میں ایک مضمون حضور علیہ السلام نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح فرشتے خدا تعالیٰ کے حکم سے اجرام فلکی پر اپنی تاثیرات ڈالتے اور اجرام فلکی کا ہماری زمین کی ظاہری چیزوں پر اثر ہوتا ہے اسی طرح ملائکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہمارے دل و دماغ پر اپنا روحانی اثر بھی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے اور بہ حکمت کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہر یک مستعد چیز کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچانے کیلئے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ ظاہری خدمات بھی بجا لاتے ہیں اور باطنی بھی۔ جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔‘‘

جہاں تک فرشتوں کے زمین پر اترنے اور انسانوں سے میل جول کرنے کا سوال ہے تو اس بارہ میں یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ فرشتوں کا زمین پر نزول ان کے اصلی وجود کے ساتھ ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ انسانوں کی شکل میں متمثل ہو کر اس کے نیک بندوں سے میل جول کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اور احادیث میں ایسے کئی واقعات کا ذکر موجود ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہوجاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔‘‘

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 68 تا 72)

سوال:۔ ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بننے والی ڈاکومینٹری

Bloodline Of Christ کا ذکر کر کے اس میں بیان کہانی کی حقیقت دریافت کی۔حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 21 نومبر 2019ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:۔

جواب:۔ اس سے پہلے بھی اس موضوع پر کئی فلمیں بن چکی ہیں اور کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔اس ڈاکومنٹری میں بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کرنے کی بات تو ٹھیک ہے لیکن ان کے فرانس کی طرف ہجرت کرنے والی بات درست نہیں کیونکہ اس زمانہ میں فرانس میں ان کے پیروکاروں کی کوئی جماعت نہیں تھی۔بلکہ ان کے قبائل تو کشمیر کے علاقہ میں تھے۔چنانچہ اسی طرف انہوں نے ہجرت کی تھی۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر کو اپنی تصنیف ''مسیح ہندوستان میں'' مختلف شواہد کے ساتھ ثابت فرمایا ہے۔

سوال:۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہالینڈ کے خدام کی Virtual ملاقات مؤرخہ 30 اگست 2020ء میں ایک خادم نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ دنیا کے موجودہ حالات میں ہمیں Farming کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر فرمایا:۔

جواب:۔ سوال یہ ہے کہ پہلے جب یورپین یونین اکٹھی ہوئی ہے، انہوں نے ہر ملک میں اپنا اپنا علاقہ بانٹ لیا ہوا ہے کہ تم فروٹ اُگاؤ گے، تم Crops اُگاؤ گے، تم فلاں چیز اُگاؤ گے، تم فلاں چیز اُگاؤ گے۔تو جب تک یورپین یونین قائم ہے، اس وقت تک تو بڑی اچھی بات ہے یہ کرتے رہیں۔اب ہالینڈ کے ذمہ انہوں نے لگایا ہوا ہے، ان کے ہاں Dairy Products یا Fruits ہیں۔اور Fruits بھی خاص قسم کے ہیں۔ Pears وغیرہ اور Something like that۔ یوکے Brexit کے ذریعہ نکل گیا ہے، تھوڑی دیر بعد جب یہ پوری طرح نکل جائیں گے تو انہیں پھل منگوانے کیلئے بھی مشکل پیش آئے گی۔اور Wheat Crisis بھی آ جائے گا۔تو ان کو مشکلات پیش آئیں گی، اس لئے یوکے کیلئے تو ضروری ہے کہ Agriculture پہ Focus کریں۔اور اس کو زیادہ Develop کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی Agriculture میں Self-sufficient بنیں، Grains میں بھی اور Vegetables میں بھی اور Fruits میں بھی۔جہاں تک یورپ کا سوال ہے تو یورپ کا جو Grains ہے، اس میں تقریباً وہ Self-sufficient ہی ہیں۔ بلکہ Export بھی کرتے ہیں۔اسی طرح پھل وغیرہ ہیں۔کچھ سبزیاں ہیں جو Tropical علاقوں سے یہ لاتے ہیں۔وہ یہاں ہو نہیں سکتیں سوائے اس کے کہ Greenhouses بنا کے وہ لگائی جائیں۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے ملکوں کی پیداوار کے لحاظ سے وہ کریں۔اگر یورپ ایک رہے گا تو ٹھیک ہے۔لیکن کل کو کوئی اور بھی ملک یورپین یونین سے نکلتا ہے تو پھر اس کو مشکل پڑے گی جس طرح انگلستان کو مشکل پڑ رہی ہے۔پھر رشیا جب اکٹھا تھا تو اس وقت انہوں نے بنایا ہوا تھا کہ فلاں State میں گندم اُگے گی، فلاں میں کاٹن اُگے گی، فلاں میں Crop ہو گی۔ اور جب وہ ٹوٹ گئے تو پھر ان States کو بھی مسائل پیدا ہوئے۔ اس لئے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اکٹھے رہیں اور اگر Chances پیدا ہونے کا امکان ہے تو جو ہمارے Politicians ہیں ان کو یہ سوچنے سے پہلے کہ ہم نے علیحدہ ہونا ہے، اپنے لوگوں کی جو Staple Food ہے اس کو مہیا کرنے کیلئے بھی پہلے سوچنا چاہئے کہ کس طرح ہم یہ مہیا کریں گے اور اس کیلئے پلاننگ ہونی چاہئے۔بغیر پلاننگ کو چھوڑ دیں تو پھر وہ حال ہوتا ہے جو اب یوکے کا ہونے والا ہے۔تو سارے یورپین یونین کے ملکوں کو دیکھنا چاہئے، بیٹھنا چاہئے، غور کرنا چاہئے کہ ہمارے سارے یورپ کی، جو ہماری یورپین یونین میں چھبیس ستائیس ملک شامل ہیں ان کی Requirement کیا ہے۔اور اس Requirement کے حساب سے ہماری مختلف Grains کی ہر سال کی Produce کیا ہے۔اور اس Produce کو ہم نے کس طرح مزید بہتر کرنا ہے۔تو اس لحاظ سے ٹھیک ہے آپ کی بات، کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اگر اس کے بعد پھر Crisis آتا ہے اور Crisis کے بعد جنگ ہوتی ہے تو اس میں پتہ نہیں اگر کہیں کسی نے پاگل پن میں ایٹم بم استعمال کر دیا تو نہ وہاں Agriculture رہنی ہے اور نہ وہاں کچھ اور چیز رہنی ہے۔تو اس لئے اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے۔

سوال:۔ اسی ملاقات میں ایک خادم نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ چھوٹے بچوں کی تربیت کیلئے کس طرح اور کیا طریق اختیار کیا جا سکتا ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو کہا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اسی وقت تربیت کرو۔اسی لئے اسلام میں یہ رائج ہے اور یہ سنت ہے، آنحضرت ﷺ بھی یہ فرمایا کرتے تھے اور پھر ہم عمل بھی اسی بات پہ کرتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان دیتے ہیں اور بائیں کان میں تکبیر پڑھتے ہیں۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا نام اس کے کان میں پڑے اور توحید پہ وہ قائم ہو۔تو تربیت جو ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ پہلے دن سے شروع کر دو۔یہ نہ دیکھو کہ بچہ چھوٹا ہے اس کو سمجھ نہیں آئے گی۔بچہ چھوٹا ہے اس کو بتاؤ، کوئی چیز تم دیتے ہو تو تم کہو کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارا انتظام کیا۔اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا، اللہ تعالیٰ نے مجھے سہولت مہیا کی۔ہم نے توحید کو قائم کرنا ہے اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہ ان کا ایمان پیدا کرو کہ جو چیز وہ حاصل کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ ان کیلئے ان کا انتظام کرتا ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ پہ آہستہ آہستہ یقین بڑھنا شروع ہو گا۔پھر بتاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں چیزیں دیتا ہے تو ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرنا ہے۔پھر کہو کہ تم ابھی چھوٹے ہو، تمہیں پتہ نہیں، تم اللہ میاں سے صرف دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح انعامات دیتا رہے، ہمارے پہ فضل کرتا رہے۔اور ہم بڑے ہو گئے ہیں اس لئے ہمیں کچھ تھوڑا سا پتہ لگ گیا ہے اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔جب تم بڑے ہو گے تو تم بھی نماز پڑھنی شروع کر دو گے۔پھر جب بچہ سات سال کا ہوتا ہے تو یہی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بتاؤ کہ تم نے نماز پڑھنی ہے یا نماز فرض ہے۔اور آہستہ آہستہ اس کو دو یا تین یا چار جتنی نمازیں بچہ پڑھ سکتا ہے پڑھتا رہے۔اور جب دس کا ہو جائے، اس وقت Matured دماغ ہو جاتا ہے، پھر اس کو نماز پڑھنے کی عادت ڈال دو۔تو یہ شروع کی جو تربیت ہے، وہی ہے جو بچہ کو آخر تک کام دیتی ہے۔اور پھر قرآن کریم بھی بچہ پڑھتا ہے۔لیکن اتنا بھی Stress بچہ پر نہ ڈالو کہ تین سال کی عمر میں اسے قرآن کریم پڑھانا شروع کر دو۔ چار سال کی عمر میں وہ تھک جائے اور جب گیارہ سال کی عمر کا ہو تو باہر کے ماحول میں جائے اور آزادی اس کو حاصل ہونا شروع ہو جائے۔ایک درمیانہ رویہ اختیار کرو۔بچہ کو سمجھاؤ، اللہ تعالیٰ کی ذات پہ ایمان دلواؤ، اسلام کی سچائی کا ثبوت دو۔اس زمانہ میں مسیح موعود کو دین کی سچائی قائم کرنے کیلئے بھیجا ہے اس کی باتیں بتاؤ۔چھوٹی چھوٹی کہانیاں سنا کر، صحابہ کے چھوٹے چھوٹے واقعات سنا کر، نبیوں کے واقعات سنا کر، اللہ تعالیٰ کے جو لوگوں پہ فضل ہوئے ہیں ان کی کہانیاں سنا کے، جو تم پہ فضل ہوئے ہیں اس کی کہانی سنا کے Interest پیدا کرو۔تو اس طرح ایک محبت پیدا کی جاتی ہے۔نیک نیتی سے، توجہ سے ماں باپ بچوں کو سمجھاتے رہیں، دین کی طرف لاتے رہیں تو پھر دین سے وہ Attach ہو جائیں گے تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف رجحان بھی ہو گا، پھر نمازوں کی طرف توجہ بھی ہو گی۔لیکن پنجابیوں کی طرح یہ کہہ دینا کہ بچہ کو چھوڑ دو، بڑا ہو گا تو آپ ہی ٹھیک ہو جائے گا۔یہ کام نہیں چلے گا۔اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں سبق دیا کہ پہلے دن سے تربیت کرو۔اس لئے ''وڈا ہو کے ٹھیک ہو جائے گا'' والی بات کوئی نہیں ہے۔بچہ کی تربیت ساتھ ساتھ اس کی عمر کے لحاظ سے کرو اور اپنے نمونے دکھاؤ۔

سوال:۔ ہالینڈ کے خدام کی اسی 30 اگست 2020ء کی Virtual ملاقات میں ایک اور خادم نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ ایک خادم کو کونسے کام کم از کم روزانہ کرنے چاہئیں؟ اس پر حضور انور نے فرمایا:۔

جواب:۔ ایک خادم کو کم از کم روزانہ پانچ نمازیں وقت پہ پڑھ لینی چاہئیں۔فجر کی نماز فجر کے وقت اٹھ کے پڑھو اور اگر نماز سینٹر یا مسجد قریب ہے تو وہاں جا کے باجماعت پڑھو۔اور کام کے بعد مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی نماز سینٹر میں پڑھیں۔اور کام پہ ظہر عصر کی نمازیں بھی پڑھیں۔اپنی پانچ نمازوں کی پابندی کر لیں کیونکہ یہ بنیادی حکم ہے۔یہ تو روزانہ کا کام ہے، یہ کام کر لیں۔ٹکریں نہیں مارنی۔اس لئے نماز پڑھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور میں نے اس لئے نماز پڑھنی ہے تو پھر جو باقی اخلاق ہیں وہ بھی پیدا ہو جائیں گے۔جب آپ نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی دعا کریں گے تو یہ دعا جب دل سے نکلے گی تو وہ یہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو روحانی معاملہ میں بھی صراط مستقیم پہ چلائے، صحیح گائیڈ کرتا رہے اور آپ صحیح رستہ سے اِدھر اُدھر Deviate نہ کریں۔اور جو اخلاقیات اللہ تعالیٰ نے بتائے ہوئے ہیں، جو اللہ کی تعلیم ہے اس کے اوپر بھی صحیح چلتے رہیں۔اور جب إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کہیں گے تو ظاہر ہے کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری ہی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں، ہماری مدد کر، ہمیں ان لوگوں سے بچا لے جن کو تو نے سزا دی اور جو صحیح رستے سے پھر گئے۔تو اس کی رحمانیت مانگیں، اس کی رحیمیت مانگیں۔اور پھر جب سنجیدگی سے نماز پڑھ رہے ہوں گے تو صرف دنیا ہی کی باتیں نہ مانگیں، اگلے جہاں کی بھی باتیں مانگیں۔ایک خادم جب سنجیدگی سے نماز پڑھ لے گا تو سمجھ لیں کہ اس نے سب کچھ کر لیا۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

خواجہ مظفر احمد مبلغ سلسلہ تنزانیہ

رمضان المبارک برکتوں کا مہینہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے جو تم سے پہلے گزرے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرسکو۔

آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے فرمایا ’’جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے رکھے اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘ (بخاری کتاب الصوم)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

جو لوگ محض خدا کے لیے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ 123-122)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن 2-186 سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لیے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس اُنزِلَ فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض و اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا روزہ رکھنا سنتِ اہلِ بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبرِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ نے فرمایا سلمان منا اھل البیت سلمان یعنی الصلحان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی اور یہ اپنا کام رِفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے اور میں جب مشربِ حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشربِ حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اسی اثناء میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا ہے اور اگر میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 254-251)

روزہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ ایک عبادتِ مالی، دوسرے عبادتِ بدنی، عباداتِ مالی تو اسی کے لیے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عباداتِ بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کرسکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔ کسی نے یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری و صد عیب۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

؎ موئے سفید از اجل آرد پیام

انسان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ حسبِ استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وان تصوموا خیرلکم 2:185 یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 258)

لفظ رمضان کے معنی

حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہلِ لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لیے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لیے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 210،209)

فدیہ اور توفیق روزہ

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس کے لیے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ تو قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کرسکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مطلب ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔‘‘

فرمایا ’’اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہِ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لیے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لیے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے، کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 259،258)

مسائل رمضان

بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں ’’جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہِ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ

بقیہ صفحہ 3 پر

طلوع وغروب آفتاب

06 مئی 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:25	18:48
مدینہ منورہ	04:18	18:54
قادیان	04:08	19:12
ربوہ	03:48	18:52
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:57	20:34